ذکر فقہاء ہند

شاعر آل محمد مولانا نسیمؔ امروہوی صاحب مرحوم

چراغ منزلِ عرفاں ہے نورِ علم و عمل
تجلیات کا مظہر ظہورِ علم و عمل
مگر، وہ جب، کہ ہو اتنا وفورِ علم و عمل
کہ لاشعور میں ضم ہو شعورِ علم و عمل
تلاش دوست میں یوں شرحِ صدر ہوجائے
کہ گم شدہ کو جو پائے، تو آپ کھو جائے

جمالِ شاہدِ حق علم ہے، عمل ہے جلال
محاسنِ ابدی کا وہ نور ہے، یہ کمال
وہ نخل ہے یہ ثمر ہے، وہ مال ہے یہ مآل
وہ فلسفہ یہ حقیقت، وہ قیل و وقال یہ حال
جہانِ ذات وہ ہے، عالم صفات یہ ہے
حیات وہ ہے، مگر مقصدِ حیات یہ ہے

ضیائے علم سے قائم ہے آب و تابِ عمل
بغیر علم نہیں کوئی کامیابِ عمل
جو ''راسخون'' ہیں ''فی العلم'' وہ ہیں بابِ عمل
جواب علم کا ان کے، نہ ہے جوابِ عمل
نبیؐ ہیں علم کے ساتھ اور نبیؐ کے ساتھ عمل
علیؑ کا صدر ہے علم اور علیؑ کا ہاتھ عمل

نبیؐ ہیں وحیِ خدا سے کتاب علم وعمل
فروغِ علم و عمل آفتاب علم وعمل
نبیؐ کے بعد علیؑ فیضیابِ علم وعمل
درِ علوم نے کھولے ہیں بابِ علم وعمل
یہ ہر دو باب میں اس درجہ کامیاب رہے
اُلٹ بھی دے جو کوئی باب کو تو باب رہے

نبیؐ ہیں منزلِ علم و عمل کے ماہِ تمام
نہ ہوں نبیؐ، تو یہ علم وعمل ہے اِرثِ امامؑ
نہ ہوں امامؑ، تو نائب ہیں وہ فقیہِ انام
جو اجتہاد کی منزل میں صاحب الہام
فروعِ دیں میں نظر کامیاب ہے ان کی
کبھی کبھی تو خطا بھی صواب[۱] ہے ان کی

امامؑ آئیں گے کل، اور آج کل ہیں یہی
دوائے دردِ جگر جب نہ ہو، بدل ہیں یہی
رموزِ غیبتِ مہدیِ دیں کا حل ہیں یہی
عمل گواہ ہے خود، وارثِ عمل ہیں یہی
ظہور میں جو مشیّت خدا کی حاجب ہے
صلاحِ خلق ہے فرض[۲] اجتہاد واجب ہے

یہ اجتہاد کہ فتویٰ ہے جس کی حدِ سفر
اصولِ دین، تصرّف سے اس کے ہیں باہر
قدم قدم پہ یہ لازم ہے وقتِ فکر ونظر
کتاب وسنت واجماع وعقل ہوں رہبر
عمل بھی شرط ہے، اور نفس کی طہارت بھی
وَرَع بھی، زہد بھی، ایثار بھی، عدالت بھی

یہ اجتہاد وہ اک موج ہے ترقی کی
جو ہے ازل سے ابد تک رواں جلی وخفی
ہر اک قدم پہ فلک ہے نیا، زمین نئی
حیات ایک جگہ پر ٹھہر نہیں سکتی
یہ جدوجہد بھی ہے، اور یہی جہاد بھی ہے
جو ارتقا ہے مسلّم، تو اجتہاد بھی ہے

ہزار سال سے فقہ واصول میں یکسر
امامیہ سے ہے مختص یہ اجتہاد، مگر
جو حق ہے، کیوں نہ کہا جائے بَر سرِ منبر
کہ مل سکے گی نہ منزل بغیر سعی و سفر
حدودِ شرع میں، فکرِ جدید لازم ہے
جدید فکر میں فکرِ مزید لازم ہے

سیاست ازلی ہے یہ دین کا پیغام
رواجِ علم وعمل ہو بجائے تیغ وحسام
کریں جہان میں جاری یہی اصول و نظام
رسولِؐ پاک، امامؑ اور نائبینِ امام
یہ ہیں نبیؐ و امامؑ فلک پناہ کے بعد
نجوم راہ دکھاتے ہیں مہر و ماہ کے بعد

مسائل عملی، ہر قدم ہیں پیشِ نظر
کہ جن سے واقف و ماہر نہیں ہر ایک بشر
بحکم شرع بنا یہ اصولِ حق پَرْوَر
کہ تاجدارِ نیابت ہوں اہلِ فقہ و خبر
فقیہ و افقہ و زہد آشنا ہوں جو ہم میں
ہیں ناگزیر وہ عالِم ہر ایک عالَم میں

ہوئے جو غیبتِ کبریٰ میں نائبین کرام
وہ نامزد ہیں نہ وارث نہ انتخابِ عوام
نہ قیدِ نسل ووطن ہے، نہ شرطِ جاہ و مقام
جو فقہ و زہد کا مرکز، وہ جانشین امامؑ
بصد خلوص سب اس راہ سے گزرتے ہیں
ابھارے یہ نہیں جاتے ہیں، خود ابھرتے ہیں

ہر اک وہ ذاتِ گرامی ہے جانشینِ امام
بنے جو حجتِ قاطع سے، حجۃ الاسلام
ابوترابؑ کا تابع، زمیں پہ عرش مقام
زمانہ نام کا طالب، اور اس کو کام سے کام
وہ علم اور وہ عمل کا ہو جوش سینے میں
کہ دو جہاں سمٹ آئیں اس اک سفینے میں

انھیں ابھار دے جن پر جمود ہو طاری
کہ اجتہاد ہے فکر ونظر کی بیداری
فقیہ کی ہیں بہت، ذمہ داریاں بھاری
یہ اس منیب کا نائب، جو نائب باری
صدائیں گونج رہی ہیں، کلام غیب میں ہے
کہ مجتہد تو ہے ظاہر، امامؑ غیب میں ہے

وہ مجتہد کہ ہے جن کا علوم کو بھی الم
جو دس صدی میں ہوئے نائب امام اممؑ
کچھ ان میں وہ، کہ مقلد ہیں سب، عرب کہ عجم
کچھ ایسے افقہِ دوراں کہ دائرہ کچھ کم[۳]
وسیع خلق و کرم، جود و حلم بے پایاں
حدودِ کار تھے محدود، علم بے پایاں

وہ خاک ہند پہ تھے آسمانِ فقہ کے ماہ
میان عہد جہانگیر جیسے نور اللہ[۴]
شہید[۵] ثالث و قاضی، قتیل و شرع پناہ
غلام پنجتنؑ اور پانچ فقہوں سے آگاہ
خوشی سے ہوگئے قربان مرضیِ رب پر
ہوئے قضا سے مشرّف، قضا کے منصب پر

اسی قبیل سے غفراں[۵] مآبِ خلد مقام
اودھ کے چاند، مگر چاندنی تھی ہند میں عام
وہ ہو نمازِ جماعت کہ فقہ کا ہو نظام
انہیں کے دور سے جاری ہے تا ظہورِ امام
کلام میں وہ کتاب عماد لکھ دی ہے
خود اپنی اک سندِ اجتہاد لکھ دی ہے

پھر ان کی آل میں سید[۶] محمدِ ذی جاہ
خطاب جن کا ہے رضواں مآب طاب ثراہ
انہی کے بھائی وہ سید[۷] علیِ حق آگاہ
جو کربلا میں رہے، زندگی تھی خلد پناہ
یہ سب سے پہلے مفسر زبان اردو میں
جناں کے پھول کھلائے جہان اردو میں

جناب سید مہدی[۸] تھے افتخارِ زمن
کہ جن کی موت میں سورج کو لگ گیا تھا گہن
فرید و فرد تھے سید حسینِ[۹] کفر شکن
علوم کا تھے یہ کوثر، عمل کی نہرِ لبن
تلامذہ میں فقیہانِ وقت اکثر تھے
یہ مجتہد ہی نہیں، بلکہ مجتہد گر تھے

وہ مرتضیٰ[۱۰] جو درِ علم تھے پئے علما
لحد سے جن کی تلاوت کی آرہی تھی صدا
وحیدِ عصر وہ بندہ[۱۱] حسین☆ عبد خدا
جو تھے مترجمِ قرآن و ترجمان ہدیٰ
وہ عمدۃ العلماء اک جنابِ ہادی[۱۲] تھے
ہدایتوں کے جو مہدی کی طرح عادی تھے

وہ علم و فضل محمد تقی[۱۳] متاع عظیم
علی نقی[۱۴] کی فضیلت عدو کو بھی تسلیم
گلِ ریاضِ شریعت محمد ابراہیم[۱۵]
مقدمے میں اذاں کے جو قوم کے تھے زعیم
وہ مصطفیٰ[۱۶] جو مُلقب بہ میر آغا تھے
بڑے بڑے فقہائے زماں سے اعلیٰ تھے

نقیب علم وہ سید علی محمد[۱۷] سا
کہ سر کا تاج سمجھتے تھے جس کو سب فضلا
ابوالحسن[۱۸] وہ ملاذ العلومِ والعلما
نہ تھا جواب محمد حسین[۱۹] علّن کا
تقی[۲۰] کہ جن کا فقیہوں میں بولا بالا ہے
شرف کی ان کے سند جمعہ کا رسالا ہے

جناب سید باقر[۲۱] تھے افقہ الفقہا
جناب مولوی آقا حسن[۲۲] بھی راہ نما
جناب سبط حسین[۲۳] فقیہ صلی علیٰ
جناب سید ہادی[۲۴] چراغِ راہِ ہدیٰ
یہ ایک گھر میں اور اک مملکت سے بالا تھے
کہ اہل فوج نہ تھے، صاحب رسالہ[۲۵] تھے

بہت تھے[۲۶] اور بھی اس گھر میں اور ہیں[۲۷] بھی جلیل
شمار کیا ہو کہ دفتر کثیر، وقت قلیل
ہوئی مثال جو قائم، بنے کچھ اور مثیل
کہ جیسے مفتی عباس[۲۸] بے نظیر وعدیل
نصیب گو نہ ہوا افتخارِ دید ان کا
وہ میرے جد کے تھے مرشد، میں ہوں مریدان کا

انہی کے، مفتی احمد علی،[۲۹] خلف تھے رشید
بڑے تھے جن سے محمد علی[۳۰] ادیبِ وحید
تلامذہ میں تھے نجم الحسن[۳۱] وہ اک خورشید
جو اہل مشرق و مغرب کے مرجعِ تقلید
یہی تھے مدرسۃ الواعظین کے بانی
دیارِ کفر میں تبلیغِ دین کے بانی

معاصران کے ظہور الحسن،[۳۵] بہ حُسنِ حسن
اسی قبیل سے یوسف حسین[۳۶] فخرِ زمن
جناب سبطِ نبی[۳۷] علم و زہد کے مخزن
جناب کلب حسین[۳۸] خطیب، ماہرِ فن
سلف کی شان تھی سید حسین[۳۹] ایسے تھے
قلم سے پوچھو محمد سعید[۴۰] کیسے تھے

وہ مفتیوں میں محمد قلی[۳۲] نیک صفات
علوے مبحثِ تشئید جن کا پرتوِ ذات
انہی کے، حضرت حامد[۳۳] حسین عکسِ حیات
مشامِ روح کی ترویح، جن کی ہے عبقات
قمر تھے ناصر[۳۴] ملت ان آفتابوں کے
مصنف آپ تھے پچانوے کتابوں کے

اَودھ سے دور ابوالقاسم[۴۱] اک فقیہ جلیل
جو پنج آبے ہیں انوارِ پنجتنؑ کی دلیل
کلامِ رب کے مفسّر تھے بہ مع تاویل
ضیائے شمع قلم ہے، لوامعُ التنزیل
خلف بھی آپ کے اک بحرِ علم وعرفاں تھے
وہ حائری[۴۲] کہ تبحر پہ لوگ حیراں تھے

یہ اہل فقہ و اصول و روایت[۴۳] و قرآں
ز راہِ علم و عمل، نائب امام زماںؑ
گھرے تھے کفر میں اور تھے مبلغِ ایماں
دیارِ ہند میں کعبہ، بتوں میں حق کی زباں
بزرگ ان کے جہاں نام تک چھپا کے رہے
یہ اس زمینِ خزف کو نجف بنا کے رہے

حاشیے:۔ [۱] مجتہد فقیہ کو استنباطِ احکام میں خطا پر ایک اور صواب پر دو اجر ملتے ہیں۔ [۲] فلولا نفر من کل فرقہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔، سورۂ توبہ، آیت: ۱۲۲ [۳] علمائے ہند [۴] قاضی نوراللہ شوستری (مدفن آگرہ) جو فقہ جعفری کے علاوہ اہل سنت کے ائمہ اربعہ کی فقہ کے بھی عالم و ماہر اور عہد جہانگیری میں قضا کے منصب پر فائز تھے، بحکم بادشاہ شہید (۱۰۱۹) کئے گئے۔ [۵] حضرت غفران مآبؒ سید دلدار علی (نقوی) جن سے پہلے طریق جعفری پر نماز جمعہ و جماعت ہندوستان میں کہیں نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے اس ملک میں اجتہاد و ہدایت کی بنیاد ڈالی اور اقصائے ہند میں جگہ جگہ اپنے تلامذہ کو پیش نمازی و تبلیغ و تدریس کے لئے بھیجا، مسجدیں تعمیر کرائیں، عزاخانے اور مدرسے بنوائے۔ سب سے اہم تصنیف کتاب ''عماد الاسلام'' ہے جو پانچ مجلدات پر مشتمل اور علم کلام میں آپ کا بے نظیر شاہکار ہے۔

(وفات ۱۲۳۵ھ)[۶] سلطان العلماء سید محمد رضوان مآبؒ، (خلف اکبر غفراں مآبؒ) (وفات: ۱۲۸۴ھ)[۷] سیدالمفسرین سید علی (خلف غفراں مآبؒ) جنھوں نے عمر کا آخری حصہ جوار سیدالشہدا میں بسر کیا۔ آپ کی تفسیر توضیح المجید، بزبان اردو دو ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے (وفات ۱۲۵۹ھ) [۸] سید مہدی (خلف غفراں مآبؒ) آپ کی رحلت کے دن سورج کو گہن لگا (وفات: ۱۲۳۰ھ)[۹] سیدالعلماء سید حسین علیین مکان (خلف اصغر غفران مآبؒ) جنھوں نے علمی مناظروں میں مخالفین کو قائل کیا اور آپ کے زمانے میں جتنے فقیہ گزرے تقریباً سب کے سب آپ ہی کے خرمن علم کے خوشہ چین تھے۔ (وفات: ۱۲۷۳ھ)[۱۰] سید مرتضیٰ بن سلطان العلماء جن کے تلامذہ میں فردوس مآب سید حامد حسین کے ایسے علماء سرفہرست تھے۔ آپ کے مدفون ہونے کے بعد شرکا جنازہ نے (جن میں فقہا بھی شامل تھے) آپ کی قبر کے اندر سے تلاوت کی آواز بلند ہوتے ہوئے سنی۔ (وفات: ۱۲۷۷ھ)[۱۱] ملک العلماء بندہ حسین بن سلطان العلماء، آپ نے تفسیر ائمہ کے مطابق قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور اردو میں سب سے پہلے مسائل میراث کا رسالہ لکھا۔ (وفات: ۱۲۹۴ھ) ☆چونکہ علم ہے اس لئے اس کا وہ تلفظ (بندے حسین) نظم میں لایا گیا جو عوام میں رائج ہے۔ [۱۲] عمدۃ العلماء سید محمد ہادی بن سید مہدی جو اودھ کے شاہی مفتیوں کے انچارج تھے۔ (وفات: ۱۲۷۵ھ)[۱۳] فخر المدرسین ممتاز العلماء جنت مآبؒ سید محمد تقی بن سید حسین (وفات: ۱۲۸۹ھ)[۱۴] زبدۃ العلماء سید علی نقی بن سید حسین (وفات: ۱۳۰۹ھ)[۱۵] سیدالعلماء فردوس مکان سید محمد ابراہیم بن سید محمد تقی، اذان میں کلمۂ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیاً الخ کے شمول کا مقدمہ آپ ہی کی جدوجہد سے کامیاب ہوا۔ (وفات: ۱۳۰۷ھ)[۱۶] عمادالعلماء سید مصطفی معروف بہ میر آغا بن عمدۃ العلماء (وفات: ۱۳۲۳ھ)[۱۷] تاج العلماء سید علی محمد خلف سلطان العلماء جن کی ترغیب سے بہت سے طلبہ نے فقہ و اصول کی تکمیل کی۔ آپ کثیر التصانیف اور عربی کے علاوہ عبرانی و انگریزی زبان کے بھی ماہر تھے۔ (وفات: ۱۳۱۲ھ)[۱۸] ملاذ العلماء سید ابوالحسن معروف بہ بچھن خلف اصغر سید بندہ حسین، یہ اپنے علم وفضل کی بنا پر بڑے بھائی سے پہلے مرجع تقلید ہوئے۔ (وفات: ۱۳۰۸ھ) [۱۹] بحرالعلوم سید محمد حسین معروف بہ علن خلف اکبر سید بندہ حسین، یہ چھوٹے بھائی کی وفات کے بعد مرجع تقلید قرار پائے۔ (وفات: ۱۳۲۵ھ) [۲۰] سید الفقہا سید محمد تقی (مولانا آغا مہدی مقیم کراچی کے والد) بن سید محمد ابراہیم مصنف رسالہ جمعہ بزبان عربی (وفات: ۱۳۴۰ھ) [۲۱] باقر العلوم سید محمد باقر (سید محمد تقی بن سید حسین کے نواسے) پرنسپل جامعہ سلطانیہ، لکھنؤ (وفات: ۱۳۴۶ھ)[۲۲] قدوۃ العلماء سید آقا حسن (عمادالعلماء میر آغا کے بھانجے) آپ نے دینی خدمت کے دوش بدوش قوم کی معاشرتی ومعاشی اصلاح حال کے لئے نئی نئی راہیں نکالیں (وفات: ۱۳۴۷ھ)[۲۳] افقہ زماں سید سبط حسین جائسی مقیم جون پور (وفات: ۱۳۷۲ھ)[۲۴] سید محمد ہادی (سید محمد تقی بن سید حسین کے نواسے) (وفات: ۱۳۵۷ھ)[۲۵] وہ مجتہد جامع الشرائط جو مقلدین کے لئے رسالہ عملیہ لکھے۔ [۲۶] مثلاً ممتاز العلماء سید ابوالحسن معروف بہ منّن پرنسپل مدرسۃ الواعظین (وفات: ۱۳۵۵ھ)۔ حکیم امت سید احمد معروف بہ علامۂ ہندی (وفات: ۱۳۶۶ھ)۔ کہف العلماء سید ابن حسن (وفات: ۱۳۶۸ھ)[۲۷] مثلاً: سید محمد پرنسپل جامعہ سلطانیہ لکھنؤ۔ سیدالعلماء سید علی نقی مصنف کتب ورسائل کثیرہ۔ مولانا سید محمد حسن (مقیم کربلائے معلیٰ)، صفوۃ العلماء سید کلب عابد امام جمعہ وجماعت لکھنؤ۔ [۲۸] علامہ مفتی سید محمد عباس جو فقیہ بھی تھے اور شاعر بھی۔ میرے جد امجد فرزدق ہند شمیمؔ امروہوی (وفات: ۱۳۳۳ھ) آپ ہی کے شاگرد تھے۔ (وفات: ۱۳۰۶ھ)[۲۹] مفتی احمد علی جو دور آخر میں صاحب افتاء اور فقید المثال فقیہ اور جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کے پرنسپل تھے۔ (وفات: ۱۳۸۹ھ)[۳۰] مفتی محمد علی جو صدہا قصائد عربی (درنعت ومنقبت) کے مصنف اور مشاہیر فقہائے عصر

حاضر (حی ومیت) کے استاد تھے۔ (وفات:۱۳۶۱ھ) [۳۱] شمس العلماء نجم الملت والدین سید نجم الحسن (تقوی امروہوی) جو شمس العلماء مفتی محمد عباس کے شاگرد رشید اور خویش تھے۔ آپ نے لکھنؤ میں مدرسۃ الواعظین قائم کر کے کل ممالکِ عالم میں مبلغین بھیجے جانے کا سلسلہ آغاز کیا جو اب تک جاری ہے۔ (وفات:۱۳۶۰ھ) [۳۲] خان بہادر مفتی سید محمد قلی نیشاپوری کنتوری جو علم کلام کے ماہر، مبلغ اور مشہور مناظر تھے۔ کتاب، تشیید المطاعن اور تقلیب المکائد، آپ ہی کے قلم کا شکار ہے۔ (وفات:۱۲۶۰ھ) [۳۳] فردوس مآب شمس العلماء سید حامد حسین مصنف عبقات الانوار (در جواب تحفۂ اثنا عشریہ) ہفت مجلدات، آپ کا کتب اسلامیہ کا ذاتی کتب خانہ (واقع لکھنؤ) پاک و ہند کے کل کتب خانوں پر (بلحاظ تعداد کتب، نیز بلحاظ جامعیت علوم وفنون ونوادر) فوقیت رکھتا ہے، جس میں کل اسلامی مطبوعات ومخطوطات وعلمی رسائل واخبارات کے علاوہ علامۂ سیوطی کے ایسے علماء وفضلا کے دست مبارک سے لکھی ہوئی کتابوں کے وہ نسخے بھی موجود ہیں جو کسی اور جگہ نہیں ملتے۔ (وفات:۱۳۰۶ھ) [۳۴] شمس العلماء ناصر الملت صدر المحققین سید ناصر حسین، آپ ۹۵ کتابوں کے مصنف تھے جن کی تفصیل ''وانا صراہ'' (رثائے مرحوم مصنفہ راقم الحروف) میں درج ہے۔ [۳۵] ظہور الملۃ سید ظہور الحسن (سادات باہرہ، لکھنؤ) جو فقیہ ہونے کے علاوہ منطق وفلسفہ میں دور حاضر کے محقق طوسی اور بوعلی سمجھے جاتے تھے۔ (وفات:۱۳۵۹ھ) [۳۶] یوسف الملۃ والدین سید یوسف حسین نجفی (امروہہ) میرے عمِ محترم اور استاد شفیق تھے۔ میں نے نحو، صرف، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، حدیث، تفسیر اور علم کلام سب کچھ انہی سے پڑھا۔ بنابریں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم جامع علوم تھے۔ (وفات:۱۳۵۵ھ) [۳۷] سید سبطِ نبی بانی وصدر مدرس باب العلم نوگانواں سادات (امروہہ) علم وفضل کے علاوہ زہد وتقویٰ میں بھی بے نظیر تھے۔ مقلدین کا سلسلہ افریقہ اور مڈغاسکر تک پہنچا۔ (وفات:۱۳۵۸ھ) [۳۸] عمدۃ العلماء سید کلب حسین (بن قدوۃ العلماء) امام جمعہ وجماعت لکھنؤ جو مرجع تقلید ہونے کے علاوہ عدیم المثال خطیب اور ہزارہا مواعظ حسنہ کے خالق بھی تھے۔ (وفات:۱۳۷۳ھ) [۳۹] سید حسین بن سید محمد ہادی، آپ تفقہ اور زہد وتقویٰ میں نمونہ تھے۔ (وفات:۱۳۸۵ھ) [۴۰] سعید الملۃ والدین سید محمد سعید (بن ناصر الملۃ) مصنف عبقات الانوار جلد شانزدہم وہفدہم، وکتاب مسانید (احادیث وکتب واقوال ائمہ) ۴۰ مجلدات۔ (وفات:۱۳۸۷ھ) [۴۱] سید ابوالقاسم قمی (فقیہ ومفسر) مقیم لاہور مصنف تفسیر لوامع التنزیل۔ (وفات:۱۳۲۴ھ) [۴۲] سید علی حائری مرجع تقلید خواص وعوام پنجاب مقیم لاہور، آپ نے تفسیر لوامع التنزیل کی چند جلدیں مکمل کیں۔

مدح حسن علیہ السلام

محترمہ تنظیم زہرا نقوی کنیزؔ اکبرپوری صاحبہ، قم، ایران

جو شخص جتنا ہے حسنِ مجتبیٰؑ سے دور
اُتنا ہی وہ رہے گا رسولِؐ خدا سے دور

ہم ہیں غریقِ بحرِ کرم رہ کے ناؤ پر
مردہ ہیں جو ہیں کشتی سے اور ناخدا سے دور

اس عہدِ بے خلوص کے عالم عجیب ہیں
دولت سے لو لگائے ہیں پر ہیں خدا سے دور

آنکھیں ہیں ٹھیک، کج نظری کے شکار ہیں
رکھتے ہیں کان پھر بھی ہیں سمعِ صدا سے دور

وہ اُس قدر قریب جہنم سے ہوگیا
جو جس قدر ہوا پسرِ فاطمہؑ سے دور

کیسے درِ حسنؑ سے اٹھے سر کنیزؔ کا
ماہی خوشی سے کیسے ہو آبِ بقا سے دور

ماہ صیام

تذہیبؔ نگروری

ہے یہ فیضان خدا اس ماہ میں
ہم ہیں مہمانِ خدا اس ماہ میں

ہر مسلماں شاد آتا ہے نظر
پڑھ کے قرآنِ خدا اس ماہ میں